بھینسا گروپ کے بلاگرز کا شاخسانہ

عجب بستی...... جہاں کتے کھلے اور پتھر بندھے ہوئے ہیں

اغیار، بڑی پُر کاری وعیاری سے، اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن پاک کی توہین وتضحیک خود بھی کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ذریعے بھی کراتے ہیں۔ ڈنمارک والوں اور پادری "جونز یڑی" پر لعنت کریں تو بنگلا دیش کی ملعونہ بلقیس، انڈیا کے کتے سلمان رشدی کو اگر پتھر ماریں تو، اہل دانش ہم پر تکفیری ملا ہونے کا الزام دھرتے ہیں۔ یعنی ہم اتنے بے بس ہیں کہ کتے ہم پر اور ہمارے مالک، ہمارے نبی مکرم ومحترم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآن مجید پر عف عف کرتے رہیں اور ہم ان پر پتھر بھی نہیں پھینک سکتے اور اگر ایسا کریں تو ہم پر "تکفیر" کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

بلاگر سلمان حیدر کے خاندان والوں نے وضاحت کی ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ الحمدللہ ہم پہلے بھی، ان کے نام کے ساتھ حیدر کا پاکیزہ لاحقہ اور سلمان کا پیارا سابقہ دیکھ کر ہی ان کی مسلمانی پر شک نہیں کرتے تھے۔ کاش! ان کے خاندان کے ترجمان اتنی سی وضاحت مزید کر دیتے کہ اس مرد مسلمان کے حوالے سے جو کچھ "بھینسا" گروپ نے لوحِ شیطانی، انٹرنیٹ پر چڑھایا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟ اگر یہ کسی کی شرارت ہے تو اب تک انہوں نے سامنے آ کر اس سے اعلانِ برأت کیوں نہیں کیا؟ ہمارے سامنے جو مواد پڑا ہے وہ جب تک اس سے اعلانِ برأت نہ کریں اس وقت تک یہ ان کے خلاف ناقابل تردید ثبوت ہے۔

مفتیان کرام اور ٹی وی پروگرام خانزادہ کا

ہمارے سامنے جنگ اخبار ہے جس میں اس پروگرام میں مفتیان عظام کی آراء بالتفصیل مرقوم ہیں، جنہیں ہم بلاگر کی یاوہ گوئی کے پس منظر میں، غیر متعلقہ سمجھ کر کلیتاً مسترد کر دیتے ہیں۔ ان کی آراء سے شریعت

اسلام کے قانونِ الٰہیہ کی وہی بے بسی نظر آتی ہے جو اسلامی بنکنگ کے سسٹم کے مقابلے میں دیکھی گئی تھی۔

معاملہ صرف قانونِ شہادت اور بارِ ثبوت کا نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں الزام تراشی بڑا گناہ ہے۔ یہاں صورت مقدمہ یہ نہیں، کہ مدعی کیا کہتا ہے، بلکہ یہ ہے کہ ملزم کیا کہتے ہیں۔ شرطِ اول سماعتِ مقدمہ کی یہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو حاضر عدالت کیا جائے۔ دونوں کے بیانات لیے جائیں۔ مدعی اس مقدمہ کے 18 کروڑ مسلمانان پاکستان ہیں۔ مفتیان کرام نے کسی بھی فریق کو سنا نہیں اور بلاگرز کو بری کر دیا۔ یہ فنی نقص ہے۔ لہٰذا ان کی آراء کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ کم از کم اتنا تو کرتے کہ بلاگرز کو پروگرام میں بٹھاتے۔ ان کے بیان لیتے۔ ان پر جرح کرتے اور سچائی تک پہنچنے کی کوشش کرتے اور پھر کوئی رائے دیتے تو اس کا کچھ وزن ہوتا۔ جلالتِ الٰہیہ، حرمتِ رسول اللہ ﷺ، کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ علی صاحبھا الصلوۃ والتسلیم کے تقدس سے ان مفتیان عظام کا اغماض قابل افسوس ہے۔ یہ تو اسی قسم کا فتویٰ ہے جو کوئی مفتی صاحب، بشرط صحت سوال، خاوند کو دے دیا کرتے تھے کہ طلاق نہیں ہوئی اور اسی بشرطِ صحت سوال کے ساتھ بیوی کو دے دیا کرتے تھے کہ طلاق ہوگئی ہے۔ دونوں طرف سے فیس لیا کرتے تھے۔ لگتا ہے کہ مفتیان کرام کو بلایا ہی اس لیے گیا تھا کہ اپنی حکمت و دانائی کے ذریعے معاملے کی سنگینی کو تھوڑا کم کر دیں۔ مدعی کے طور پر انصار عباسی کو شریک مذاکرہ کرتے اور ذلت آمیز مواد پر کم از کم ایک تنقیح تو وضع کرتے اور اگر بلاگرز یا کوئی ایک بلاگر اس سے اعلان برأت کرتا تو کوئی بات ہوتی۔ جنید جمشید مرحوم کا حوالہ دلیل مع الفارق کے حکم میں داخل ہے۔ ان کا معاملہ ایک سچے مسلمان کا سہو تھا، جس پر جونہی انہیں متنبہ کیا گیا تو انہوں نے قرآنی حکم کے مطابق مولانا طارق جمیل کے سامنے اپنی کم آگاہی کا اعتراف کیا اور توبہ کی۔

وزیر داخلہ کا اشتعال انگیز بیان

ہمارے وزیر داخلہ، ہمیشہ وقت سے پیچھے رہتے ہیں۔ جب جاگتے ہیں تو بدحواسی کے عالم میں ناقص بیان جاری کر دیتے ہیں۔ ''دروغ برگردن راوی'' کہ ایف آئی اے نے بلاگرز کے خلاف رپٹ درج کر کے کاروائی کا آغاز کیا ہے جس پر وزیر داخلہ جز بز ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ ان سے اجازت لیے بغیر یہ ایجنسی ایسا اقدام کرنے والی کون ہوتی ہے؟ ہم اس حصہ خبر کی بات پہلے کر لیتے ہیں اور وزیر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیسے وزیر ہیں جن کی اپنی ایجنسی من مانی کرتی ہے۔ ان کو پوچھتی تک نہیں۔ خود اپنے ماتحت محکمہ پر، ان کی